یوم عاشوراء
یوم عاشوراء
عاشوراء
کا روزہ کب رکھیں؟
فاروق عبداللہ نراین پوری حفظہ اللہ
منہاج السنۃ النبویۃ
HYDERABAD TS INDIA
MINHAJ-US-SUNNAT LIBRARY

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ مسنونہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ ،نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،أَمَّابَعْدُ،فَإِنَّ خَيْرَالْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰہِ،وَخَيْرُالْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ ﷺ ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُم مُسْلِمُونَ﴾

(آل عمران :۱۰۲)

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا - يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

(الأحزاب :۷۰-۷۱)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰہَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾

(النساء :۱)

خطبہ مسنونہ کی تخریج:(صحیح المسلم، کتاب الجمعۃ، باب:تخفیف الصلاۃ والخطبۃ(باب: نماز اور خطبہ مختصر پڑھانے کا بیان)،حدیث نمبر:۸۶۷/۴۳[۲۰۰۵] - ۸۶۸/۴۶[۲۰۰۸]۔سنن ابوداود:۲۱۱۸۔وسنن ابن ماجہ:۱۸۹۳،۴۵۔وسنن النسائی:۱۵۷۹۔مسند احمد:۳۷۲۰،۳۳۷۵،۴۱۱۵،۴۱۱۶)

عاشورا کا روزہ کب رکھیں؟

احادیث مبارکہ میں عاشوراء کے روزے کی بڑی فضیلت اور تاکید آئی ہوئی ہے۔ یہ روزہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:((صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ))۔(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب: ہر مہینے میں تین روزے رکھنا۔۔۔الخ، حدیث نمبر:1162، دارالسلام نمبر:2744۔وسنن ابوداود:2425،2426۔وسنن الترمذی:749۔وسنن النسائی:2382۔وسنن ابن ماجہ:1713،1730،1738)

بالاجماع اسکا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

علامہ ابن عبد البر، قاضی عیاض، امام نووی اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم نے یہ اجماع نقل کیا ہے۔(دیکھیں: التمهيد(7/203)، اكمال المعلم(4/78)، المنهاج(4/8/245)وفتح الباري(5/437)

اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس دن کے روزے کا خصوصی اہتمام کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے چھوٹے بچوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھواتے تھے۔ جب وہ بھوک وپیاس سے روتے توانہیں کھلونوں سے بہلاتے پھسلاتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔(متفق علیہ: صحیح بخاری1960۔ صحیح مسلم1136)

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں ماہ محرم کی کن تاریخوں میں یہ روزہ رکھنا ہے۔اس بارے میں علمائے کرام کے درج ذیل اقوال پائے جاتے ہیں:

1-:صرف نویں تاریخ کو یہ روزہ رکھا جائے۔

2-:صرف دسویں تاریخ کو یہ روزہ رکھا جائے۔

3-:نویں اور دسویں تاریخ کو یہ روزہ رکھا جائے۔

4-:نویں اور دسویں یا دسویں اور گیارہویں تاریخ کو یہ روزہ رکھا جائے۔

5- :نویں، دسویں اور گیارہویں تاریخ کو یہ روزہ رکھا جائے۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس قول کو سب سے اکمل کہا ہے۔(دیکھیں:زاد المعاد 2/72)

ان اقوال کی تفصیلات مع دلائل اور مناقشے کے حاضر ہے:

پہلا قول: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔ اس کی دلیل کے طور پر درج ذیل روایت پیش کی جاتی ہے:((عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الأَعْرَجِ، قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ فِي زَمْزَمَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ . فَقَالَ إِذَا رَأَيْتَ هِلاَلَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا . قُلْتُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ قَالَ نَعَمْ))(صحیح مسلم 1133،دارالسلام نمبر:2664۔وسنن ابو داود:2446۔وسنن الترمذی:754)

"حکم بن اعرج فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا،وہ زمزم کے پاس اپنی چادر سے ٹیک لگائے ہوئے(آرام فرمارہے) تھے۔ میں نے ان سے کہا: مجھے عاشوراء کے روزے کے متعلق بتائیں۔ تو انہوں نے فرمایا: جب تم محرم کا چاند دیکھ لو تو گنتی کرنا شروع کرو اور نویں تاریخ کی صبح روزے کی حالت میں کرو۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی روزہ رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔"

اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عاشوراء کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے صرف نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حالانکہ یہ استدلال صحیح نہیں،اور ان کی طرف اس قول کی نسبت بھی صحیح نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ان کے مذکورہ قول کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَكَأَنَّهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرَادَ صَوْمَهُ مَعَ الْعَاشِرِ وَأَرَادَ بِقَوْلِهِ فِي الْجَوَابِ نَعَمْ مَا رُوِيَ مِنْ عَزْمِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَوْمِهِ وَالَّذِي يُبَيِّنُ هَذَا))(سنن الکبری للبیہقی:4/475،کتاب الصیام،باب:صوم یوم التاسع،حدیث نمبر:8403،ناشر:دار الکتب العلمیہ،بیروت)

((مَا أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ بِبَغْدَادَ , أنبأ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنبأ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: " صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ"))(سنن الکبری للبیھقی:4/475،کتاب الصیام،باب:صوم یوم التاسع،حدیث نمبر:8404،ناشر:دارالکتب العلمیۃ،بیروت)

"شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد دسویں کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ رکھنا تھا، اور سائل کے جواب میں انہوں نے جو "نعم" کہا ہے اس سے دسویں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نویں کے بھی روزہ رکھنے کا جو عزم کیا تھا اسے بیان کرنا چاہا ہے۔ اس کی دلیل خود ان کا ہی قول ہے:((صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ)) (نویں اور دسویں کو روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو)

جہاں تک صرف نویں تاریخ کو عاشوراء کا روزہ رکھنے کی بات ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے " عاشوراء " کا روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے، اور شرعی اصطلاح میں عاشوراء محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں، نویں کو نہیں۔ امام نووی، ابن حجر، عینی، صنعانی اور زرقانی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے اسے جمہور صحابہ وتابعین کا مذہب کہا ہے۔ (دیکھیں: المنهاج(8/12), فتح الباري(5/435-436), عمدة القاري(11/165-166), سبل السلام(2/461), شرح الزرقاني على الموطأ(2/104) وغیرہ۔

الزین بن المنیر فرماتے ہیں: "هو مقتضى الاشتقاق والتسمية"۔ دیکھیں: فتح الباري (5/436) وشرح الزرقاني على الموطأ(2/104)

بلکہ بعض احادیث میں دسویں تاریخ کی صراحت موجود ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَومِ عَاشُورَاء يَومِ العَاشِر))(مسند البزار(البحر الزخار) 18/153، حدیث نمبر:122، ناشر: مكتبة العلوم والحكم، مدینہ منورہ)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ کو عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔"

اس کی سند صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "اسنادہ صحیح" کہا ہے۔ (مختصر زوائد البزار 1/ 406 حدیث نمبر 672)

پتہ چلا کہ دسویں تاریخ کا روزہ رکھنا یہ اصل ہے۔ پوری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دسویں تاریخ کا ہی روزہ رکھا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہود کی بات کی گئی کہ یہود اس دن کی تعظیم کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت میں آئندہ سال نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھنے کی خواہش ظاہر کی اور فرمایا: ((لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)) "اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کو (بھی) روزہ رکھوں گا۔" صحیح مسلم، حدیث نمبر (1134، دارالسلام نمبر: 2667۔ وسنن ابن ماجہ: 1736)

اس کا مطلب قطعی یہ نہیں تھا کہ آئندہ سال سے دسویں کا روزہ نہیں رکھوں گا، صرف نویں کا روزہ رکھوں گا۔ اس لئے بعض حضرات رضی اللہ عنہم کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ دسویں تاریخ کا روزہ منسوخ ہو گیا ہے۔ جو لوگ ایسی بات کرتے ہیں ان کا فہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متفقہ فہم کے خلاف ہے۔ خود ابن عباس رضی اللہ عنہما جنہوں نے ((لأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)) والی حدیث روایت کی ہے ان سے بسند صحیح مروی ہے: ((صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ)) (یہود کی مخالفت کرو اور نویں و دسویں تاریخ کو روزہ رکھو) (اس کی تخریج آگے آرہی ہے)

نیز کسی بھی صحابی سے نہیں ملا کہ انہوں نے اسے منسوخ سمجھا ہو اور صرف نویں تاریخ کا روزہ رکھا ہو۔

بلکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دسویں تاریخ کے روزے کو منسوخ نہیں سمجھتے تھے:

(حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ ـ رضى الله عنهما ـ يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ، أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ((هَذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ، وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ)) (صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب:عاشوراء کے روزہ کا بیان، حدیث نمبر:2003۔ صحیح مسلم:1129، دارالسلام نمبر:2653)

"حمید بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رضی اللہ عنہ کو جس سال انہوں نے حج کیا عاشوراء کے دن منبر پر کہتے ہوئے سنا: ائے مدینہ والو کہاں ہیں تمہارے علمائے کرام؟ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: یہ عاشوراء کا دن ہے، اس کا روزہ اللہ تعالی نے تمہارے اوپر فرض نہیں کیا ہے، میں روزے سے ہوں، جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے"۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے دسویں تاریخ کے روزے کے متعلق عاشوراء کے دن ہی انہیں کہا اور کسی نے ان پر نکیر نہیں کی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس دن کے روزے کو منسوخ نہیں سمجھتے تھے۔

اس لئے صرف نویں تاریخ کو روزہ رکھنا اور دسویں کو نہ رکھنا یہ صحیح نہیں ہے۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَأَمَّا إِفْرَادُ التَّاسِعِ فَمِنْ نَقْصِ فَهْمِ الْآثَارِ، وَعَدَمِ تَتَبُّعِ أَلْفَاظِهَا وَطُرُقِهَا، وَهُوَ بَعِيدٌ مِنَ اللُّغَةِ وَالشَّرْعِ، وَاللَّهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ))(زاد المعاد في هدي خير العباد: 2/ 72، فصل فی الصیام عاشوراء، ناشر: موسسۃ الرسالۃ ،بیروت – مکتبۃ المنار، کویت)

"صرف نویں تاریخ کو روزہ رکھنا یہ آثار کی کم فہمی اور اس کے الفاظ اور طرق کے عدم تتبع کی دلیل ہے، نیز لغوی اور شرعی اعتبار سے بھی یہ بعید تر ہے۔"

دوسرا قول: جہاں تک صرف دسویں تاریخ کو روزہ رکھنے کی بات ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ جائز ہے۔ آپ ﷺ کا حکم اور عمل اسی پر رہا ہے۔

بعض اہل علم نے اسے مکروہ کہا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔ البتہ افضل یہ ہے کہ نویں اور دسویں دونوں دن کا روزہ رکھا جائے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ((وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ كَفَّارَةُ سَنَةٍ وَلَا يُكْرَهُ إِفْرَادُهُ بِالصَّوْمِ.)) (الفتاوى الكبرى لابن تيمية: 5/ 378، كتاب الصوم فصل صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ناشر: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

"عاشوراء کے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور صرف دسویں تاریخ کا روزہ رکھنا مکروہ نہیں۔"

یہی بات متعدد علماء کرام سے منقول ہے۔ (دیکھیں: مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى (2/215)، تحفۃ المحتاج(3/455)، اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء(11/401)۔

تیسرا قول: نویں و دسویں تاریخ کو یہ روزہ رکھا جائے۔ تمام اقوال کے مابین یہی عمل سب سے افضل اور سنت سے قریب تر ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے دسویں تاریخ کا خود روزہ رکھنے اور رکھنے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((حِينَ صَامَ رَسُولُ اللَّهِصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ " . قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب:عاشوراء کا روزہ کس دن رکھاجائے،حدیث نمبر: 1134،دارالسلام نمبر:2666۔ وسنن ابوداود:2445)

"جب آپ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھا، اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول(ﷺ) یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آئندہ سال ہو گا تو ہم نویں کا (بھی) روزہ رکھیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لیکن آئندہ سال آنے سے پہلے ہی آپ ﷺ کی وفات ہو گئی۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَصْحَابُهُ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَآخَرُونَ يُسْتَحَبُّ صَوْمُ التَّاسِعِ وَالْعَاشِرِ جَمِيعًا لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ الْعَاشِرَ وَنَوَى صِيَامَ التَّاسِعِ وَقَدْ سَبَقَ فِي))(شرح نووي على مسلم(المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج للنووي):8/12،(كتاب الزكاة هي في اللغة النماء والتطهير فالمال(كان يصوم التاسع) [1134] ،ناشر: داراحیاءالتراث العربی، بیروت)

" امام شافعی اور ان کے اصحاب، احمد، اسحاق اور دیگر علماء رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ نویں اور دسویں دونوں دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے دسویں تاریخ کا روزہ رکھا اور نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کی آپ نے نیت کی تھی۔"

جہاں تک **چوتھے** اور **پانچویں** قول کی بات ہے تو اس میں نویں و دسویں کے ساتھ، یا صرف دسویں کے ساتھ گیارہویں تاریخ کے بھی روزہ رکھنے کی بات کہی گئی ہے۔

اس کی دلیل کے طور پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے:

((صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ، صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا، أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا))

((وفي رواية عند البيهقي: "صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا وَبَعْدَهُ يَوْمًا))

"تم لوگ عاشوراء کے دن کا روزہ رکھو، اور اس میں یہود کی مخالفت کرو، اس سے ایک دن پہلے روزہ رکھو یا اس سے ایک دن بعد۔

اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے: "اس سے ایک دن پہلے روزہ رکھو اور ایک دن بعد۔"

لیکن اس سے استدلال کرتے ہوئے مذکورہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ روایت ثابت نہیں ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

یہ حدیث ((داود بن علي بن عبد الله بن عباس عن أبيه عن جده عبد الله بن عباس رضي الله عنهما)) سے تین طریق سے مروی ہے:

پہلا طریق: امام احمد، بزار، ابن خزیمہ، طحاوی، ابن عدی اور بیہقی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے اسے ((ابن أبي ليلى عن داود بن علي بن عبد الله بن عباس عن أبيه عن جده عبد الله بن عباس رضي الله عنهما)) کے طریق سے روایت کی ہے۔ (دیکھیں: مسند احمد (52/4)[2154]، مسند بزار [5238]، صحیح ابن خزیمۃ (291-290/3) [2095]، شرح معاني الآثار (78/2) [3303]، الکامل (89/3)، السنن الکبری (287/4)

ابن ابی لیلی یہ قاضی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ہیں۔ ائمہ جرح وتعدیل نے ان کے حافظہ پر سخت کلام کیا ہے۔

امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ((ا رأيت أحدًا أسوأ حفظًا من ابن أبي ليلى)) "میں نے ابن ابی لیلی سے بڑا حافظہ کا گڑبڑ کسی کو نہ پایا۔" (الجرح والتعدیل 1/152)

اسی طرح امام احمد بن حنبل اور ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ نے بھی ان کے حفظ وضبط پر کلام کیا ہے۔
حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدوق سیئ الحفظ جدا"۔(تقریب التہذیب 6121)

دوسرا طریق: امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اسے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((حَدَّثَنَاهُ مُحمد بْنُ أَحْمَدَ بْنِ هارون الدقاق، حَدَّثَنا عَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ الْبَحْرَانِيُّ، حَدَّثَنا ابْنُ عُيَينة، عنِ ابْنِ حَيٍّ عن داود بن علي بن عَبد اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَن جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وسَلَّم قَال: لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لأَصُومَنَّ يَوْمًا قَبْلَهُ وَيَوْمًا بَعْدَهُ يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ)) (الكامل في ضعفاء الرجال: 3/554، رقم:630، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت)

((قَالَ ابنُ عَدِي قَالَ الْعَبَّاسُ وَغَيْرُ سُفْيَانَ يَقُولُ بن حَيٍّ، عنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى يعني عن داود))
ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس سند کے مطابق ابن حی نے داود بن علی سے روایت کرنے میں ابن ابی لیلی کی متابعت کی ہے۔

لیکن یہ صحیح نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دوسرے روات کی طرح اسے ((حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَإِنْ بَقِيتُ لَآمُرَنَّ بِصِيَامِ يَوْمٍ قَبْلَهُ أَوْ يَوْمٍ بَعْدَهُ" يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ)) کے طریق سے ہی روایت کی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند (1/434، رقم:491، ناشر: دار السقاء، دمشق، سوریا) میں سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسے روایت کی ہے اور اس میں ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حی سے نہیں بلکہ ابن ابی لیلی سے ہی روایت کی ہے۔ اور امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین کرام "أثبت الناس في ابن عيينه" کہتے ہیں۔ تقریبا انیس سال تک انہوں نے ان کی ملازمت اختیار کی ہے۔ (دیکھیں: الجرح والتعدیل 5/57، سیر اعلام النبلاء 10/617)

بلکہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اسے روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:((قال العباس: "وغير سفيان يقول: ابن حي عن ابن أبي ليلى يعني عن داود"))

یعنی عباس بن یزید البحرانی فرماتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ابن حی عن داود..." کے طریق سے روایت کی ہے۔ جب کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے روات جب روایت کرتے ہیں تو "ابن حي عن ابن أبي ليلى يعني عن داود" کے طریق سے روایت کرتے ہیں۔

اس صورت میں یہ کوئی نئی سند نہیں ہو گی، بلکہ پہلے طریق ہی کی طرف لوٹ جائے گی۔ اور ابن حی: ابن ابی لیلی کے متابع نہیں ہوں گے۔

امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت دیکھنے کے بعد لگتا ہے کہ عباس بن یزید البحرانی سے ہی سفیان کی طرف منسوب کر کے جو انہوں نے بات کہی ہے اس میں ان سے غلطی ہوئی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں "صدوق يخطئ" کہا ہے۔(التقریب 3211)

لہذا صحیح یہ ہے کہ یہ کوئی نئی سند نہیں بلکہ ابن ابی لیلی کی ہی پہلی والی سند ہے۔

تیسرا طریق: ابن عدی الکامل (3/ 554) میں اسے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہی: ((حَدَّثَنا ابن سَعِيد، حَدَّثَنا مُحَمد بْن أَحْمَد بْنِ الْعَوَّامِ الرِّيَاحِيُّ، حَدَّثَنا أَبِي، حَدَّثَنا الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عن سُفيان، عَن داود بن عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وسَلَّم قَال: صُومُوا عَاشُورَاءَ))".

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کا نام ابن سعید کہا ہے، اگر وہ احمد بن محمد بن سعید ابو العباس المعروف بابن عقدہ ہیں جیسا کہ غالب گمان ہے تو یہ سند ضعیف ہے۔ ابن عقدہ پر بہت سارے محدثین نے کلام کیا ہے۔ شیخ نایف المنصوری نے ارشاد القاصی والدانی (ص160) میں ان اقوال کو جمع کیا ہے جسے وہاں پر دیکھا جا سکتا ہے۔

لیکن سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ یہ متن مختصر ہے اور اس میں محل شاہد ((وَخَالِفُوا الْيَهُودَ صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا)) والا ٹکڑا موجود نہیں ہے۔

لہذا یہ سندیں داود بن علی تک صحیح سند سے ثابت ہی نہیں ہیں۔

اور داود بن علی خود معتمد علیہ راوی نہیں ہیں۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے الثقات (6/281) میں انہیں ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ کہاہے: "يخطئ"۔

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ارجو انه ليس يكذب" (مجھے امید ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا)۔ الکامل میں فی ضعفاء الرجال (3/553)

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ((لَمْ يَكُنْ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ)) (مسند البزار: 11/394، رقم: 5232، ناشر: مكتبة العلوم والحكم، مدينة منورة)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس حديثه حجة" ((دَاوُد بن عَليّ الْهَاشِمِي عَم الْمَنْصُور لَيْسَ حَدِيثه حجَّة قَالَ ابْن معِين أَرْجُو أَنه لَا يكذب)) ۔ (المغنی فی الضعفاء: 2013)

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں التقریب (1812) میں "مقبول" کہاہے۔

((داود ابن علي ابن عبد الله ابن عباس ابن عبد المطلب الهاشمي أبو سليمان أمير مكة وغيرها مقبول من السادسة مات سنة ثلاث وثلاثين وهو ابن اثنتين وخمسين)) (تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی: ترجمہ رقم: 1802، ناشر: دار الرشید بحلب، سوریا)

اور ان کے مقبول کہنے کا مطلب یہ ہے کہ متابعت کے وقت مقبول ہیں ورنہ وہ لین الحدیث ہیں۔ اور ان کی کوئی متابعت نہیں مل سکی۔

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَهَذَا الْحَدِيثُ قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ وُجُوهٍ، ولاَ نَعْلَمُ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ولاَ عَنْ غَيْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم أمر أن يصام قبله يوما وبعده يوما إلاَّ فِي حَدِيثِ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ، عَن أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لداود))(مسند البزار:11/399،ناشر: مکتبۃ العلوم والحکم، مدینۃ المنورۃ)

"یہ حدیث –یعنی((صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا وَبَعْدَهُ يَوْمًا)) –ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعدد وجوہ سے مروی ہے، اور ہمیں نہیں معلوم کہ" داود بن علي، عن أبيه، عن ابن عباس رضی الله عنهما" کی حدیث کے علاوہ کسی دوسرے سے یہ روایت کی گئی ہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یا ان کے علاوہ کسی دوسرے سے یہ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہو کہ عاشوراء سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد میں روزہ رکھا جائے۔"

یعنی ((صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا وَبَعْدَهُ يَوْمًا)) کا لفظ داود بن علی کے علاوہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یا کسی دوسرے سے کوئی روایت نہیں کرتا۔

بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث موقوفا اس طرح وارد ہے:

((خَالِفُوا الْيَهُودَ وَصُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ)) "یہود کی مخالفت کرو اور نویں و دسویں تاریخ کو روزہ رکھو۔"

اسے امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں:

((عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ: "خَالِفُوا الْيَهُودَ وَصُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ"))(مصنف عبد الرزاق الصنعاني :4/287،حدیث نمبر :7839،الناشر:المجلس العلمي-الهند يطلب من:المكتب الإسلامي–بيروت)اس کی سند صحیح ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ، وَلَا تَتَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ)) "نویں اور دسویں تاریخ کو روزہ رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے درج ذیل سند سے روایت کی ہے:

((وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّافِعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي يَزِيدَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: "صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ، وَلَا تَتَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ")) (دیکھیں: معرفة السنن والآثار للبیہقی 6/350، حدیث نمبر 8966، الناشرون: جامعة الدراسات الإسلامية (كراتشي - باكستان)، دار قتيبة (دمشق -بيروت)، دار الوعي (حلب - دمشق)، دار الوفاء (المنصورة - القاهرة)۔ والبدر المنیر 5/751)۔ اور یہ سند بھی صحیح ہے۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفا یہ حدیث دو صحیح سندوں سے مروی ہے، ان میں بھی یہود کی مخالفت کی بات آئی ہے لیکن ان میں صرف نویں اور دسویں تاریخ کے روزے کی بات ہے، گیارہویں تاریخ کے روزے کی نہیں۔

اور جہاں تک مرفوع حدیث کی بات ہے تو وہ داود بن علی تک اس کی سند ثابت نہ ہونے اور ان کے متکلم فیہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف کہا ہے، فرماتے ہیں:

((رِوَايَةُ أَحْمَدَ هَذِهِ ضَعِيفَةٌ مُنْكَرَةٌ مِنْ طَرِيقِ دَاوُد بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، رَوَاهَا عَنْهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى))(نیل الأوطار 4/289، رقم: 1721، ناشر: دارالحدیث، مصر)

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔(تحقیق صحیح ابن خزیمۃ: 3/291، رقم: 2095)

شعیب ارنؤوط اوران کی ٹیم نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔(تحقیق مسند امام احمد: 5/280، رقم: 2154، ناشر: موسسۃ الرسالۃ)

اور جب یہ دلیل صحیح نہیں تو اس سے استدلال کرتے ہوئے عاشوراء کی نیت سے دسویں کے ساتھ گیارہویں، یانویں اور دسویں کے ساتھ گیارہویں تاریخ کے روزہ رکھنے بات کرنا بھی صحیح نہیں ہے، چہ جائیکہ اسے سب سے اکمل اور افضل کہا جائے۔ واللہ اعلم۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اصل مقصود یہود کی مخالفت ہے، چاہے یہ مخالفت نویں تاریخ کا روزہ ضم کرکے کریں یا گیارہویں تاریخ کا دونوں صحیح ہے۔ لیکن ان کا یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ مخالفت کا طریقہ خود آپ ﷺ سے صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ نویں تاریخ کو دسویں کے ساتھ ضم کرکے روزہ رکھا جائے، اگر گیارہویں تاریخ کا ضم کرنا بھی مخالفت کی صحیح صورت ہوتی تو آپ ﷺ اسے بیان کر دیتے، لیکن آپ ﷺ نے اسے بیان نہ کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت اور صراحت کے ساتھ مخالفت کا حکم دیا ہے اور یہود کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا ہے لیکن انہوں نے بھی مخالفت کی صورت یہ بیان کی کہ دسویں کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے، اس لئے اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہوئے گیارہویں تاریخ کو صوم عاشوراء میں شامل کرنا صحیح نہیں ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ احتیاط کے طور پر اگر کوئی گیارہویں تاریخ کو عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے، اس کے لئے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی درج ذیل حدیث سے دلیل لیتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:((حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، "أَنَّهُ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي السَّفَرِ، وَيُوَالِي بَيْنَ الْيَوْمَيْنِ مَخَافَةَ أَنْ يَفُوتَهُ")) (مصنف ابن أبي شيبة :2/313، حدیث نمبر:9388، ناشر: مکتبۃ الرشد، ریاض)

اولا: اس پر یہ کہنا ہے کہ: یہ حدیث شعبہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: ((شعبة ابن دينار الهاشمي مولى ابن عباس المدني صدوق سيء الحفظ من الرابعة مات في وسط خلافة هشام)) (التقریب: 2792، ناشر: دارالرشید، سوریا)

ثانیا: اس روایت میں گیارہویں تاریخ کی صراحت نہیں ہے، اس میں نویں اور دسویں کا بھی احتمال ہے۔

ثالثا: احتیاط یا شک کی وجہ سے روزہ رکھنے کا حکم شریعت میں نہیں آیا ہے۔ اگر احتیاط کی ہی بات کی جائے تو دوسرے روزوں کے تعلق سے بھی یہ بات کہنی چاہئے صرف عاشوراء کے متعلق نہیں۔

ہاں اگر کوئی عاشوراء کی نیت سے نہیں بلکہ عام نفلی روزے کی نیت سے گیارہویں محرم کو روزہ رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ سے بکثرت ماہ محرم کا روزہ رکھنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔